جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

جرمنی

اخبار احمدیہ

مدیر:- نعیم احمد نیر

جلد نمبر 8 ماہ شہادت 1382 ہش بمطابق اپریل 2003ء شمارہ نمبر 4

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔،، (فتح اسلام صفحہ ۲۱، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۱۳)

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی: (عربی سے ترجمہ) ”خدا جو رحمان ہے تیری سچائی ظاہر کرنے کیلئے کچھ ظہور میں لائے گا۔ خدا کا امر آرہا ہے، تم جلدی نہ کرو۔ یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔،، (یکم جنوری ۱۹۰۳، مجموعہ اشتہارات جلد ۳، صفحہ ۴۸۳)

ہمبرگ و فرینکفرٹ میں جلسہ مصلح موعودؓ کا انعقاد

حضرت مرزا بشیر الدین محمود مصلحِ موعودؓ کی عظیم الشان دینی اور ملی خدمات کا نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ اس وقت کے عالمی حالات میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات نمایاں طور پر محسوس کی جارہی ہیں۔ آپکی جاری کردہ عظیم الشان تحریکات آپؓ کی یاد دلاتی ہیں۔ جلسہ ہائے مصلح موعود کا انعقاد آپؓ کے وجود کا ذکرِ خیر کرنے کی ایک حقیر کوشش ہے، چنانچہ اس حوالہ سے امسال بھی جرمنی بھر میں بہت سے مقامات پر جلسے منعقد کئے گئے تاہم ذیل میں جرمنی کی سب سے بڑی دو جماعتوں میں ہونے والے جلسوں کی مختصر رپورٹ ہدیہ قارئین ہے۔

ہمبرگ

مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۰۳ء بروز اتوار بیت الرشید ہمبرگ میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ منعقد ہوا جس میں ۵۰۰ سے زائد مرد و زن و بچگان نے شرکت کی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی نظم خوش الحانی سے پڑھی گئی۔ پھر پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ پڑھے گئے۔ ”علومِ ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا،، اس موضوع پر مکرم حمید اللہ صاحب ظفر نے دلنشیں انداز میں روشنی ڈالی۔ لجنہ کی طرف سے ایک بچی نے نظم جرمن زبان میں پڑھی۔ اس کے بعد مکرم سعادت شیخ صاحب نے جرمن زبان میں تقریر کی جسکا موضوع تھا ”جرمنی میں احمدیت کا مستقبل مصلح موعودؓ کی نظر میں اور ہماری ذمہ داریاں،،۔ اپنی تقریر میں سعادت صاحب نے حضورؓ کی اس رؤیا کا بھی ذکر کیا جس میں حضورؓ نے دیکھا کہ ہٹلر آپکے گھر میں آیا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے مراد جرمن قوم ہے جو مسلمان ہو جائے گی۔ آخری تقریر مکرم محترم منیر احمد منور صاحب مربی سلسلہ ہمبرگ نے کی۔ جن کا موضوع تھا ”پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق،،، محترم مربی صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف تحریرات جو آپؑ نے حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش سے لےکر بلوغت کے دور تک تحریر فرمائیں، سے واضح ہے کہ یہی مصلح موعود ہے جس کی خبر خدا نے انہیں دی ہے۔ فرمایا ”اب وہ نو سال کا ہو گیا ہے، اسی طرح فرمایا اب وہ بارہ سال کا ہو گیا ہے۔ محترم مولانا صاحب نے مخالفوں کے اس اعتراض کا بھی جواب دیا کہ جو کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کسی آئندہ زمانے کے لئے ہے۔ غرض مربی صاحب نے نہایت ہی احسن رنگ میں اس مضمون کو احباب جماعت کے سامنے بیان کیا۔

فرینکفرٹ

مورخہ ۲۳ فروری بروز اتوار بمقام بیت السبوح جلسہ زیر صدارت مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ بزبانِ اردو اور جرمن پڑھے گئے۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم ادریس احمد صاحب صدر جماعت روڈل ہائیم نے بعنوان ”پیشگوئی کے مصداق مصلح موعودؓ،، کی۔ اس کے بعد لجنہ کی طرف سے نظم ”بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے،، پڑھی گئی۔ پھر عزیزم رواح الدین عارف خان نے جرمن زبان میں تقریر کی۔ مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے عورتوں کے حقوق و فرائض کے بارہ میں ارشادات پڑھ کر سنائے۔ مکرم عبد الرفیق احمد صاحب نے جرمن ترجمہ پیش کیا۔ آخر پر مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے اختتامی خطاب کیا۔ دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں مجموعی حاضری ۸۸۵ رہی۔

دارالقضاء جماعت احمدیہ جرمنی کا ریفریشر کورس

دارالقضاء جرمنی کے زیر انتظام بیت السبوح فرینکفرٹ میں ۲۶، ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو ریفریشر کورس کا انعقاد ہوا جس میں جرمنی بھر سے جملہ قاضی صاحبان کے علاوہ دارالقضاء بیلجیم کے دو نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ صدر قضاء بورڈ مکرم چوہدری حفیظ الرحمٰن صاحب نے افتتاحی تقریب میں کورس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ”نئے شامل ہونے والے قاضی صاحبان کو قضاء کے قواعد، طریق کار سے آگاہ کرنے کے علاوہ موجودہ کارکنان کی معلومات میں اضافہ بھی ہمارا مقصود ہے۔،، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے قاضی صاحبان کو دُعا، تقویٰ اور اضافہ علم پر اپنی توجہ مرکوز کرنے اور اپنی عملی زندگی کو نہایت پاک وصاف بنانے کی تلقین کی۔ کورس میں ”اسلام میں فیملی لاء،، اور ”قرآن وحدیث کی روشنی میں اصلاحی اقدامات،، کے موضوعات پر مقالہ جات پڑھے گئے جس کے بعد سوال وجواب کا دلچسپ سلسلہ بھی چلا۔ تقاریر کے موضوعات مندرجہ ذیل تھے۔ ”سماعتِ مقدمہ کا طریق کار،، ”دارالقضاء کا کردار ملکی قانون کے دائرے میں،، ”قانون شہادت وغیرہ،،۔ نیشنل امیر صاحب جرمنی جناب عبد اللہ واگس ہاؤزر نے قاضی صاحبان کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ ”جماعت کو آپ سے انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے کی توقع ہے۔ امید ہے کہ آپ غیر جانبداری سے کام لیتے ہوئے اسلامی اصولوں پر مبنی انصاف کے نظام کو اپنائیں گے،،۔ اختتامی دُعا کے ساتھ یہ دو روزہ ریفریشر کورس مکمل ہوا۔

(محمد مستقیم، سیکرٹری ریفریشر کورس)

ثریّا کی بلندی سے ایمان واپس لانے والا مَردِ فارس

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ نَزَلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ: وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ، قَالَ رَجُلٌ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی سَأَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ (مسلم کتاب الفضائل باب فضل فارس و بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کی تلاوت فرمائی۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو بعض دوسرے لوگوں میں بھی مبعوث فرمائے گا (جن کو آپ کتاب و حکمت سکھائیں گے اور پاک کریں گے) جن کا زمانہ صحابہؓ کے بعد ہے۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ اے خدا کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس سائل نے دو تین مرتبہ یہ بات پوچھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسیؓ موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمانؓ پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا ستارہ کی بلندی تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں یعنی قومِ سلمانؓ میں سے ایک مرد کامل یا کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ (اور قائم کریں گے)

تشریح: یہ مشہور ترین حدیث مُسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی موجود ہے۔ شیعہ مسلک کا بھی اس حدیث پر اتفاق ہے۔ اس حدیث سے حسب ذیل نکات کا علم ہوتا ہے۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی دوسری آمد یا بعثت کا زمانہ اس وقت ہوگا جب ایمان دنیا سے اٹھ جائے گا اور اسلام پر عمل باقی نہ رہے گا

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ دوسری بعثت ایک ایسے شخص کے رنگ میں ہوگی جو عربی نہیں عجمی ہوگا اور سلمانؓ فارسی کی قوم سے ہوگا وہی سلمانؓ فارسی جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ایک موقعہ پر ان کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ سلمانؓ ہم میں سے ہے، سلمانؓ اہل بیت میں سے ہے۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دوسری بعثت کی غرض اور مقصد ایمان کا قیام اور اسلام کا احیاءِ نو ہے۔

۴۔ دیگر احادیث میں اسلام کی حالت زار کے وقت اس کے احیاءِ نو کے لئے آنے والے مسیحا کو مثیل ابن مریم اور مہدی کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے اور سورۃ جمعہ میں بھی اس مسیح اور مہدی کی بعثت کا ذکر ہے جس کی آمد نبی کریم ﷺ کی کامل اتباع اور غلامی کے باعث گویا حضورؐ ہی کی آمد قرار دی گئی ہے۔ اس پر ایمان لانا اور اسے قبول کرنا گویا خود محمد مصطفیٰ ﷺ کو ماننا اور قبول کرنا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس حدیث کے مصداق ہونے کا دعویٰ امت میں سے کسی نے نہیں کیا۔ البتہ بعض لوگ حضرت امام ابو حنیفہؒ یا امام بخاریؒ کو اس حدیث کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ مگر اوّل تو خود ان بزرگوں نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں فرمایا دوسرے ان کا زمانہ دوسری اور تیسری صدی ہے جسے نبی کریمؐ نے خیر القرون میں سے اور بہترین زمانہ قرار دیا۔ جب کہ رجل فارس کی آمد ایمان اٹھ جانے کے زمانہ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ اس لئے فارسی قوم کے قبولِ اسلام پر بھی یہ حدیث چسپاں نہیں ہو سکتی۔ یہ علامت جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کھل کر پوری ہو چکی تھی، اسے سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپؑ کے شدید مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی آپؑ کے فارسی الاصل ہونے کی گواہی دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس حدیث کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا:۔ ”براہینِ احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے۔،، آپؑ نے بڑی تحدّی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس وحی کو خدا کا کلام قرار دیتے ہوئے مفتری پر خدا کی لعنت ڈالی اور انکار کرنے والے کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے جسے آج تک کسی نے قبول کرنے کی جرات نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از سر نو ایمان قائم کرنیوالے، قرآن ثریّا سے واپس لانے کی عظیم الشان خدمت انجام دینے والے رجلِ فارسی کو ہی مسیح موعود قرار دیا ہے اور اس کے حق میں یہ منطقی دلیل دی ہے کہ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ رجلِ فارسی مسیح موعودؑ سے افضل ہے کیونکہ مسیح کا کام صرف دجّال کو قتل کرنا لکھا ہے جو محض دفع شرّ ہے اور مدارِ نجات نہیں جب کہ رجلِ فارسی کا کام مومنِ کامل بنانا ہے جو افاضۂ خیر ہے اور زیادہ بھاری دینی خدمت ہے۔ مزید یہ کہ جسے آسمان کی بلندی سے ایمان لانے کی طاقت ہے وہ زمین کا شرّ کیوں دور نہیں کر سکتا لہٰذا یہی رجلِ فارسی ہی مسیح موعودؑ ہے اور اس کے مصداق وحی الٰہی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔

(ماخوذ از ”مسیح اور مہدی،، صفحہ ۴۷ تا ۴۹، مرسلہ: عاصم شہزاد، جماعت Wiesbaden Mitte)

قرآن کریم اور دور حاضر کے سائنسی علوم

یہ مضمون بیت السبوح فرانکفورٹ میں شعبہ تبلیغ کے زیر اہتمام حضور اقدس کی تصنیف لطیف ......Revelation کی ایک تعارفی تقریب میں مکرم نوید حمید صاحب نے پڑھا

خلابازی کے شعبے میں دو ایسے ناگوار واقعات گزرے ہیں جن میں بالعموم زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ روس میں بنایا ہوا ایک راکٹ جس نے خلا میں ایک یورپی مصنوعی سیارہ چھوڑنا تھا۔ اپنے اس مشن میں ناکام ہو گیا اور بالآخر اس سیارے کو بحراوقیانوس میں گرا دیا گیا۔ اسی طرح یورپی یونین کا ARIANE راکٹ اڑنے کے چند منٹ بعد تباہ ہو گیا۔ محققین کے مطابق اس ناکامی کی وجہ راکٹ سازی کا ایسا پہلو تھا جو انجینیئروں پر پوری طرح روشن نہیں تھا۔ خلا بازی اور راکٹ سازی پر ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ سے کام ہو رہا ہے۔ مگر اب بھی اس کے کچھ پہلو ماہرین پر کھلے نہیں۔ یوں کہہ لیجیئے کہ ارب ہا ڈالر کی تحقیقات اور نصف صدی کے تجربات کے بعد بھی انسان کا علم کسی نہ کسی پہلو سے نامکمّل ہے۔ مشہور سائنسدان نیوٹن نے اس امر کا اعتراف ان الفاظ میں کیا کہ میں اپنے آپ کو اس بچے کی طرح دیکھتا ہوں جو ساحل سمندر پر سیپیاں جمع کر رہا ہے اور اسے سمندر کی گہرائی اور وسعت کا کچھ اندازہ نہ ہو۔ ایک بزرگ شاعر نے اس حقیقت کو اپنے رنگ میں بیان کیا ہے کہ

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

سائنسی علوم کا جہان ایک بحر بے کنار ہے۔ ہر روز تحقیق سے علوم کے نئے نئے پہلو سامنے آ رہے ہیں۔ ہر نئی دریافت انسان کو اسکے علم کے محدود ہونے کا احساس دلا رہی ہے۔

کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

انسانی علم کے کیا ذرائع ہیں؟ اس موضوع پر حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی کتاب Revelation Rationality knowledge and truth میں تفصیل سے بحث کی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ مغرب کا تعلیم یافتہ طبقہ عقل و فہم پر مبنی مشاہدہ اور تجربہ کو ہی حصول علم کا واحد ذریعہ قرار دیتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کی جانب سے بھی انسان کو براہِ راست علم عطا ہوتا ہے۔ وہ کلیۃً نظر انداز کیے بیٹھے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اہل علم و فن کو مغرب میں کلیسا کے ہاتھوں بڑے بڑے مظالم سہنے پڑے۔ کلیسا علم و عرفان کا واحد اجارہ دار بنا رہا اور ہر بات جس کو اسنے غلط سمجھا طاقت اور ظلم سے دبانے کی کوشش کرتا رہا۔ اطالوی سائنسدان Galileo گیلیلیو کا واقعہ مشہور ہے کہ کس طرح گرجے والوں نے اسے ڈرا دھمکا کر اپنی تحقیقات کو برملا غلط قرار دینے پر مجبور کر دیا۔ نتیجۃً مغرب کے دانشور مذہب سے بددل ہو گئے اور الٹا مذہب کو غلط قرار دینے لگے۔ دین، عقل اور مذہب و سائنس کے درمیان یہ کشمکش آج تک پورے زور سے جاری ہے۔

حضور اقدس کی مذکورہ تصنیف کا طرز استدلال نیا اور منفرد ہے۔ حضور مذہب سے کافی حد تک مایوس دانشوروں اور سائنسدانوں کو یہ باور کرا رہے ہیں کہ صرف مشاہدہ اور تجربہ مبنی بر عقل انسانی علم کا واحد سرچشمہ نہیں ہے۔ بلکہ الہام اور وحی بھی علم کے سرچشمے ہیں۔ اس دعویٰ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیئے حضور نے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا ہے۔ الہام کی سب سے بڑی اور عظیم کتاب قرآن کریم ہے۔ نمبر۱) اگر قرآن کریم اس کائنات کے خالق کا کلام ہے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جو سائنس کے ثابت شدہ اصولوں کے خلاف ہو۔ کیونکہ خدا کے کام اور کلام میں کوئی تضاد ممکن نہیں۔ نمبر ۲) یہ کہ اگر قرآن کریم میں ہمیں ایسے حقائق مل جائیں جو جدید سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکے ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ کتاب ایک عالم الغیب خدا کا کلام ہے جس کا الہام انسانی علم کی ترقی کا ایک ذریعہ بلکہ سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ حضور اپنی اس کتاب میں قرآن کریم کو ان دونوں پہلوؤں سے پرکھتے ہیں۔ یہ آگے چل کر دیکھیں گے۔ سردست اس تحقیق کے مقصد کو ایک بار پھر یاد کر لیں۔ اور وہ یہ ہے کہ عقل و فہم یعنی Rationality کے علاوہ Revelation یعنی الہام بھی ایک غیر معمولی ذریعہ علم ہے اور انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی ترقی کیلئے ناگزیر ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی مذکورہ کتاب میں سائنس کے بنیادی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں جن کا تعلق فلکیات، ارتقاء اور جدید ایجادات سے ہے، حضور اقدسؒ قرآن کریم کی آیات پیش کرتے ہیں اور پھر ان کا موازنہ سائنس کی تحقیقات سے کرتے ہیں۔

سب سے پہلے ہم کائنات کے موضوع کو لیتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک بات بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ اور وہ یہ کہ کائنات بڑی تیز رفتاری سے پھیل رہی ہے۔ یہ دریافت ۱۹۲۰ کی دہائی میں Edwin Hubble نامی ماہر فلکیات نے کی تھی۔ مگر قرآن کریم اس بات کا ذکر آج سے 1400 سال پہلے کر رہا ہے: وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا (ہے) اور یقیناً ہم (اسے) وسعت دینے والے ہیں۔ (الذّٰریٰت ۴۸)

اب دیکھیں قرآن کریم واضح طور پر آسمانوں کے پھیلنے کا ذکر فرما رہا ہے۔ دراصل یہ امر کہ کائنات پھیل رہی ہے آغاز کائنات کو سمجھنے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس سے سائنسدان یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کائنات بتدریج مختلف مرحلوں سے گزر کر بنی ہے اور اسی بناء پر محققین نے Big Bang کی تھیوری وضع کی یعنی کہ کائنات کا آغاز ایک دھماکے سے ہوا۔ قرآن میں لکھا ہے:

اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا☆

آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے اُن کو پھاڑ کر الگ کر دیا (الانبیآء ۳۱:)

یہاں عربی میں لفظ رَتْقًا استعمال ہوا ہے یعنی مضبوطی سے بند ہونا۔ عربی لغات سے پتہ چلتا ہے کہ اس لفظ کے دو معنی ہیں: اول یہ کہ دو چیزوں کا مل جانا دوم: تاریک اندھیرا۔ یہ دونوں الفاظ اس کیفیت کو بیان کر رہے ہیں جو آغاز میں کائنات پر طاری تھی۔ اور ان سے Black hole کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے۔ اگر ہم ان آیات پر تفصیل سے غور کریں تو آغاز کائنات کی وہی تصویر ہمارے سامنے آئے گی جو دور حاضر کے سکالر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ علم آج سے چودہ سو سال پہلے بیان کر دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ Big Bang کا نظریہ 20 کی دہائی میں سامنے آیا۔ پھر اجرام فلکی کے حوالہ سے قرآن پاک میں حیرت انگیز معلومات ملتی ہیں۔ مثلاً زمین کی گردش کا سوال ہے۔ یہ بیان اتنا آسان نہیں ہے۔ مگر قرآن کریم نے اس مسئلہ کو اس خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے کا انسان جس کے ذہن میں زمین کی گردش کا کوئی تصور نہیں تھا وہ بھی مطمئن ہو جاتا ہے اور دور جدید کے انسان کے سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے: سورۃ نمل آیت: 89 میں درج ہے۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ اور تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اس حال میں کہ انہیں ساکن و جامد گمان کرتا ہے۔ حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں۔

اب پہاڑوں کا متحرک ہونا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ زمین جس پر پہاڑ جامد ہیں حرکت میں ہو۔ اس آیت کو غور سے پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں پر زمین کی حرکت کا ذکر ہے۔ اسی طرح دیگر اجرام فلکی کے متحرک ہونے کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ☆ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب (اپنے اپنے) مدار میں رواں دواں ہیں۔ (سورۃ انبیاء آیت ۳۴) یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے کہ تمام سیارے اور ستارے حرکت میں ہیں اور انکی حرکت کا ایک مقررہ مدار ہے جس کے مطابق وہ چلتے ہیں۔

اب ایک دوسرے پہلو کو لیتے ہیں۔ جس کا تعلق کائنات کی عمر سے ہے۔ حضور اقدس اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں: ”یہ بات دو اور دو چار کی طرح ثابت کی جا سکتی ہے کہ یہ کائنات نہ ہی ہمیشہ سے ہے اور نہ ہی ہمیشہ رہے گی۔“

حضور اقدس نامی گرامی سائنسدانوں کے حوالوں سے ثابت کر رہے ہیں کہ کائنات ایک دن ختم ہو جائے گی جیسے San Francisco University کے صدر لکھتے ہیں۔ زمین پر زندگی رواں دواں ہے اور کیمیائی اور طبیعیاتی عوامل چل رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے۔ پس سائنسدان نادانستہ اس بات کا ثبوت مہیا کر رہے ہیں کہ کائنات کا آغاز ہونا چاہیئے۔ اور ہر چیز جس کا آغاز ہونا چاہیئے وہ خود بخود نہیں بنتی بلکہ ایک خالق کی متقاضی ہوتی ہے۔ ایک Prime Power یا علت اولیٰ کی یعنی یہ ایک خدا کی متقاضی ہے۔ غرض قرآن کریم کا زوردار بیان کہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ۔ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ۔ اور سائنسدان اس آیت کی خود تصدیق کر رہے ہیں۔ اب ہم آسمان کی وسعتوں سے زمین کی طرف آتے ہیں۔ زمین کی وجہ امتیاز یہ ہے کہ یہاں زندگی پائی جاتی ہے۔ جبکہ نظام شمسی کے دوسرے سیاروں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ سوال کہ زمین پر زندگی کا آغاز کس طرح ہوا بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اور سب سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ غیر نامیاتی (Inorganic) مادہ سے نامیاتی (Organic) مادہ کس طرح بنا؟ یعنی وہ اہم مرکبات جو ہر جاندار میں پائے جاتے ہیں وہ کس طرح بنے؟ تجربات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ گیلی مٹی پر چھوٹے مرکبات اور ایٹم مل کر بڑے مرکبات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جو زندگی کے ارتقاء کے لئے ناگزیر ہیں مثلاً Protein۔ اب قرآن کی طرف رجوع کر کے دیکھتے ہیں کہ وہاں انسان کے ارتقاء کا عمل کس طرح بیان ہوا ہے۔ سورہ رحمان آیت ۱۵ میں بھی لکھا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ☆ اس نے انسان کو مٹی کے پکائے ہوئے برتن کی طرح خشک کھنکتی ہوئی مٹی سے تخلیق کیا۔

اب ہم یہاں دیکھ سکتے ہیں کہ قرآن کریم جو بیان فرما رہا ہے وہی آج کے محققین ثابت کر رہے ہیں۔ خاکسار نے حضور انور کی کتاب میں سے چند مثالیں پیش کی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ قرآن کریم نے بہت سے رموز فطرت آج سے 1400 سال پہلے پیش کر دیے تھے جن کا آج لوگوں کو پتہ چل رہا ہے۔ اسی طرح آج سے کم و بیش ۱۴ صدیاں پہلے قرآن کریم نے جو پیشگوئیاں کی تھیں وہ ہم آج اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ جیسا فرعون کے جسم کو محفوظ کرنے کی پیشگوئی نیز قرآن کریم میں ایک ایسے دور کا ذکر بھی ہے جب زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ یعنی جب زمین سے معدنی ذخائر نکالے جائیں گے۔ یا جب قبریں کھولی جائیں گی۔ جو آثار قدیمہ کی تحقیقات کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح سورۂ تکویر کے مطالعہ سے بھی بہت سی قرآنی پیش خبریوں کا ہمیں علم ہوگا۔ جو آج کے دور میں مِن و عن پوری ہو رہی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں جوہری ہتھیاروں کے استعمال کی عبرت انگیز پیشگوئی بھی ہے۔ سورۃ الھمزہ آیات ۷، ۸ میں درج ہے۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ☆ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـئِدَةِ☆ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں پر لپکے گی۔ اب غور کیا جائے کہ وہ کیسی آگ ہے جو دلوں پر لپکے گی۔ تو اسکی ایک ہی وضاحت قابل فہم ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ یہاں Gamma شعاعوں کا ذکر ہے جو ایٹم بم پھٹنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

اب آخر میں قرآن کریم سے ایک ایسے موضوع سے متعلق ایک پیشگوئی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس پر آج کل مغرب میں گرما گرم بحث چل رہی ہے اور وہ موضوع ہے Genetic Engineering ó قرآنِ شریف میں ارشاد ہے۔ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ط (النساء ۱۲۰): اور میں (یعنی شیطان) ضرور ان کو گمراہ کروں گا اور ضرور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور مویشیوں کے کانوں پر زخم لگائیں گے اور میں ضرور انہیں حکم

(بقیہ صفحہ ۴ پر)

کامیابی کا زینہ - مجاہدات

(مرسلہ: شکیل احمد ناصر صاحب ربوہ)

حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں مجاہدات کی حقیقت، ضرورت اور اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد دنیا کو معرفتِ الٰہی اور محبت الٰہی کی دولت سے مالا مال کرنا تھا۔

آپ نے اس جام کی تیاری کے لئے مخلوقِ خدا کو جو نسخہ دیا وہ بنیادی طور پر دُعا اور مجاہدات سے مرکب تھا۔ آپؑ نے بار ہا اپنے اصحاب کو ترقی کے یہ دو گر بتائے کہ ان دونوں کے بغیر تم لقاءِ الٰہی کی نعمت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن آپ نے اس سلسلہ میں ایک انقلابی کام یہ کیا کہ عوام الناس کے ذہنوں میں جو مجاہدات کا تصور تھا کہ کنوؤں میں الٹے سیدھے لٹکنا، ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا یا نفی اثبات کا ذکر کرنا اور اسی طرح دوسرے راہبانہ طرزِ عمل اختیار کرنا، ان سب کی یکسر نفی کی اور شریعت کے جوئے کو کامل صدق کے ساتھ اپنی گردن پر رکھ لینے اور قشرِ شریعت کی بجائے لبِ شریعت کو اپنا مقصود بنانے پر زور دیا۔ ہاں بلاشبہ شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے شرعی احکام کو خلوص نیت سے ادا کرنے، اسی طرح نوافل نمازوں اور نفلی روزے رکھنے اور خدمتِ دین کو آپ نے بلاشبہ مجاہدہ قرار دیا۔ آپ بکثرت اپنے اصحاب کو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر خدا کے حضور نماز و دعا میں مجاہدہ کی تلقین کرتے نیز نفلی روزوں کی بھی نصیحت کرتے۔ ذیل میں حقیقتِ مجاہدہ، ضرورت و اہمیت مجاہدہ نیز مجاہدہ و روحانی ترقیات کے تعلق کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش خدمت ہیں۔

خود تراشیدہ ریاضتیں اور وظائف حقیقی مجاہدہ نہیں ہیں

"میں یہ بھی تمہیں بتادینا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعے سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں یا خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت ﷺ نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپکی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے۔ گوہر مقصود اس کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ چنانچہ سعدیؒ بھی آنحضرت ﷺ کی اتباع کی ضرورت بدیں الفاظ بتاتے ہیں۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

آنحضرت ﷺ کی راہ کو ہرگز نہ چھوڑو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں۔ الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کی طرح راہبانہ طریقے اختیار کیے جاتے ہیں لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں۔"(ملفوظات جلد اوّل 236)

فقراء کے مرّوجہ مجاہدے دلوں کو پاک نہیں کر سکتے

"فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ ان کی غرض و غائیت صرف جسم تک محدود ہے۔ اُن کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر ارّہ وغیرہ۔ جن کا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں.......... یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔"(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 214)

حقیقی مجاہدات

"خدا تعالیٰ نے دینِ اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ و صدقات، حج، اسلامی دشمن کا ذبّ اور دفع خواہ سیفی ہو خواہ قلمی۔ یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔"(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 322)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا اقتباس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت کے بنیادی ارکان ہی فی الحقیقت حقیقی مجاہدے ہیں اور ان پر پوری طرح سے کاربند ہونے کے نتیجے ہی میں انسان حقیقی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ اسی بات کی وضاحت حضور کے مندرجہ ذیل ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔

پیرانہ سالی میں مناسب مجاہدہ

ایک صاحب نے عرض کی کہ ایک عرصہ سے میرے دل میں خواہش ہے کہ کشف کی حالت طاری ہو اور اگرچہ میں اپنے علم کی رو سے جانتا ہوں کہ اس کا حاصل ہونا کوئی کمالات میں سے نہیں ہے مگر تاہم اس کا خیال ہرگز دور نہیں ہوتا۔ اس لئے کچھ شفاعت فرمادیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "اس کا تعلق مجاہدات و ریاضات سے ہے۔ لیکن اب آپ کی عمر ان کی متحمل نظر نہیں آتی۔ عالم شباب میں ایسے مجاہدات اور ریاضات انسان کر سکتا ہے۔ جس سے اس پر یہ حالت جلد طاری ہو۔ پیرانہ سالی میں قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں۔ معدہ کام کرنے سے رہ جاتا ہے اس لئے مجاہدات میں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے مناسب حال اگر کوئی مجاہدہ ہے تو میری رائے میں یہ ہے کہ خلوت کے درمیان ذکر الٰہی اور توجہ الی اللہ کی کثرت کریں، غیر اللہ کو قلب سے رفع کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا مسکن بنالینا آسان کام نہیں ہے۔ یہی بڑا مجاہدہ ہے۔ بیہودہ مجلسوں اور قیل وقال سے الگ رہے اور غفلت کے پردہ کو جو کہ انسان کی زندگی پر پڑے ہوئے ہیں ان کو دور کرنے کوشش کریں۔ پیرانہ سالی کے لحاظ سے یہ عمدہ مجاہدہ ہے۔ جس سے تزکیہ نفس ہو سکتا ہے۔"(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 245-244)

مندرجہ بالا اقتباس سے ایک اہم استنباط علاوہ دوسرے نکات کے یہ بھی ہوتا ہے کہ عالم شباب میں چونکہ انسان سخت جان ہوتا ہے اس لئے اسی زمانے میں انسان کو نسبتاً زیادہ مجاہدات اور ریاضات کرنی چاہئیں۔

مجاہدات کی ضرورت و اہمیت

حقیقتِ مجاہدات پر کسی قدر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے روشنی ڈالنے کے بعد ضرورت و اہمیتِ مجاہدات کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی مجسم مجاہدہ ہی تھی۔ ساری ساری رات عبادات کا بجالانا، پھر سارا دن مخلوقِ خدا کی ہدایت و رشد کا کام اور کبھی یہی قیام الیل کی بجائے عیسائیت و آریہ دھرم، مسلمانوں کے غلط عقائد کے رد میں مسلسل دن رات کتابیں تالیف کرتا نظر آتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات مسلسل کئی کئی دن رات کتابیں لکھنے میں گذر جاتے۔ اور جیسا کہ آپ خود دن رات خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہر قسم کے مجاہدات بجالاتے۔ آپ اپنے اصحاب کو بھی تلقین کرتے۔

سارا مدار مجاہدہ پر ہے

"سارا مدار مجاہدہ پر ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ☆(العنکبوت 70) جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں، ہم ان کے لئے اپنی تمام راہیں کھول دیتے ہیں۔ مجاہدہ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ایک ہی نظر میں چور کو قطب بنادیا، دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسی ہی باتوں نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔"(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 349-338)

مجاہدہ کے بغیر حقیقی لذت حاصل نہیں ہو سکتی

"میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو، اسے لذت ہی نہیں آتی۔ یہ ایک ایسی لذت ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ ہر مومن کو بلاتا ہے۔ جس طرح تکاہل اور تساہل ہوگا، تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی۔ ادھر سے مجاہدہ ہوگا تو ادھر سے بھی حرکت ہوگی.......... غرض مجاہدہ کرو اور خدا میں ہو کر کرو۔"(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 518)

پھونک کے واسطے بھی قریب ہونے کی ضرورت ہے

"اس قسم کے لوگ ہمیشہ گذرے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی محنت اور تکلیف اور سعی اور مجاہدہ کے وہ کمالات حاصل کرلیں جو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں۔ صوفیاء کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے آکر ان سے کہا کہ کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہم پھونک مارنے سے ولی ہو جاویں۔ ایسے لوگوں کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا کہ پھونک کے واسطے بھی تو قریب ہونے کی ضرورت ہے، کیونکہ پھونک بھی تو دور سے نہیں لگتی۔ ....دنیا کے عام کاروبار میں بھی تو یہ سلسلہ نہیں ہے کہ پھونک مار کر کچھ حاصل ہو جائے یا بدوں سعی اور مجاہدہ کے کوئی کامیابی مل سکے۔"(ملفوظات جلد ۴، صفحہ 173)

مجاہدات سے لاپرواہی کا نتیجہ محرومی

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان لوگوں کے بارے میں جو مجاہدات کو چنداں اہمیت نہیں دیتے تحریر فرمایا کہ وہ ہمیشہ ناکام و نامراد ہو کر مرتے ہیں اور آخری عمر میں بڑی حسرت سے اپنی غفلت پر آنسو بہا کر اس دارفانی سے کوچ کر جاتے ہیں اور ان کی آخری عمر گویا مومن کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے کہ

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

اس سلسلے میں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

ایک بدقسمت شخص کا قصہ

ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا: "میں نے جس شخص کا ذکر کیا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ پہلے بزرگ پھونک مار کر غوث قطب بنادیتے تھے۔ میں نے اس کو کہا کہ یہ درست نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون نہیں ہے۔ تم مجاہدہ کرو تب اللہ تعالیٰ اپنی راہیں تم پر کھولے گا۔ اس نے کچھ توجہ نہ کی اور چلا گیا۔ ایک مدت کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا تو اس کو اس کی پہلی حالت سے ابتر پایا۔"(ملفوظات جلد اوّل 460)

مجاہدہ نہ کرنیوالے خدا کو نہیں پاسکتے

فرمایا "جو لوگ خدا کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں، سچی توبہ کے ساتھ اس کے آگے جھک جاتے ہیں ان کو خدا مل جاتا ہے مگر جو لوگ اس کے بتلائے ہوئے راہ پر نہیں چلتے اور اس میں محنت نہیں کرتے، ان کے واسطے مشکل ہے کہ وہ اس بات کو پا سکیں۔ ایسے لوگوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک باپ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ فلاں مقام میں ایک خزانہ دفن ہے اور وہ زمین کے اندر اتنے ہاتھ گہرائی پر ہے۔ جب تک اس کو کھودنے کی محنت نہ کی جاوے وہ کس طرح ان کو مل سکتا ہے۔"(بدر مورخہ 24 اگست 1905ء)

مجاہدہ کرنے والوں کو ملنے والی برکات

کمالات صدیقیت کا پیدا ہونا: "حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھلایا، اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے۔"(ملفوظات جلد اوّل 247)

مجاہدہ انسانی نفس کو ایمانِ حقیقی کی تخم ریزی کے قابل بناتا ہے

"ہدایتِ الٰہی تو یہ ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ☆ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ☆(الشمس 10,11) نجات پائے گا وہ شخص جس نے تزکیہ نفس کیا اور ہلاک ہوگیا وہ آدمی جس نے نفس کو بگاڑا۔ فلح چیرنے کو کہتے ہیں۔ فلاحت زراعت کو کہتے ہیں۔ تزکیہ نفس میں بھی فلاحت ہے۔ مجاہدہ انسانی نفس کو اس کی خرابیوں اور سختیوں سے صاف کر کے اس قابل بنادیتا ہے کہ اس میں ایمان کی تخم ریزی کی جاوے۔ پھر وہ شجر ایمان بار آور ہونے کے لائق بن جاتا ہے۔"(ملفوظات جلد اوّل 85)

مجاہدات کرنے والے خدائی فیوض کے خزانوں کے مالک اور وارث بنائے جاتے ہیں

"دوسرے وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف میں تدبر کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں اس کے پانے کے واسطے صدق و اخلاص سے کوشش اور ورزش کرتے ہیں اور یہی ہیں کہ آخر جن کی پرسوز اور دردمندانہ محنتیں اور کوششیں ضائع نہیں کی جاتیں اور آخر یہ لوگ جو صبر سے خدا تعالیٰ کے دروازے پر مانگتے ہیں اور اخلاص اور صدق سے کھٹکھٹاتے ہیں ان کے واسطے کھولا جاتا ہے۔ اور آخر وہ اپنے صدق و اخلاص اور سچی تڑپ اور حقیقی اضطراب کی وجہ سے خدائی فیوض کے خزانوں کے مالک اور وارث بنائے جاتے ہیں۔"(ملفوظات جلد 5 صفحہ 508)

Vol. 8 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 4

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

وہ موعود جہاں۔ وہ پیکر انوارِ یزدانی

یہ ہیں اوراق کچھ اس پاک طینت پاک سیرت کے
کہ جس کی یاد سے کھلتے ہیں درِ حُسنِ سعادت کے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر جب ہم غور کرتے ہیں تو لازماً ہماری توجہ اس آقا کی طرف پھرتی ہے جس کے عشق نے آپ کے روئیں روئیں کو منور کر رکھا تھا اور جس کی محبت اور غلامی کے طفیل ہی آپ کو وہ مقام حاصل ہوا جو امت میں سے کسی کو نہیں ملا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی آپ ﷺ کی سیرت کا ہی عکس ہے۔

اس میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام عدیم المثال تھا آپ آنحضور ﷺ کے عشق میں مخمور ہو کر فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی میں خدا کے بعد محمد ﷺ کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت ناساز تھی اور آپؑ گھر پر چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور راستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے کہ حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارتِ حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جان کی بات سن کر فرمایا یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔ (سیرت طیبہ صفحہ 35)

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشقِ رسول ﷺ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلبِ صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگائیں جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسولِ پاک ﷺ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے۔ اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارہ کی تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح آپؑ آنحضرت ﷺ کی برکات طیبات کا ذکر کرتے ہوئے دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا کے فرشتے آبِ زُلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان فرشتوں میں سے کہا کہ یہ وہی برکتیں ہیں جو تو نے محمدؐ پر بھیجی تھیں۔ الغرض آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کا ایسا عشق تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی (سیرت طیبہ صفحہ ۶۴)۔

جرمنی کے پہلے ریجنل "وصیت سیمینار،، کا انعقاد

مورخہ 16 مارچ 2003ء بروز اتوار ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ میں جرمنی کے پہلے ریجنل وصیت سیمینار کا کامیاب انعقاد ہوا۔ جرمنی بھر میں وصیت کے نظام کو متعارف کروانے اور اسے وسیع تر کرنے کیلئے سیمینارز کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے، یہ اس سلسلے کا پہلا سیمینار تھا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم اکرام اللہ صاحب چیمہ ایڈیشنل نیشنل سیکرٹری وصایا نے حاضرین کو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں نظام وصیت کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد نیشنل سیکرٹری وصایا مکرم رشید احمد صاحب جوئیہ نے نظام وصیت میں شامل افراد کے لئے معلومات فراہم کیں۔ مثلاً فارم اور مالی گوشوارہ پر کرنے کا طریقہ کار، جائیداد کی تشریح وحصہ جائیداد کی ادائیگی کا طریقہ کار وغیرہ۔ آپ نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ کیا موصی جنتی ہے؟ کیا موصی کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ضروری ہے؟ نوجوان طلباء طالبات کس عمر میں وصیت کر سکتے ہیں؟ جرمنی میں خواتین کیلئے چندہ وصیت کی کم از کم شرح کیا ہے؟ شرکاء نے اس سیمینار میں کافی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس سیمینار میں احباب و خواتین کی حاضری چالیس کے قریب رہی۔

جماعت جرمنی کے قدیمی کارکن محترم سردار عبدالقادر صاحب کی وفات

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ایک قدیمی کارکن محترم سردار عبدالقادر صاحب مؤرخہ 10 اپریل 2003ء کو ایک لمبی علالت کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر 75 سال تھی۔ مرحوم ایک لمبے عرصہ سے جماعت جرمنی کے شعبہ رشتہ ناطہ میں دفتری نوعیت کی خدمات سرانجام دے رہے تھے اور گذشتہ چند سالوں سے باوجود علالت اور کمزوریٔ طبع کے بھی باقاعدہ دفتر تشریف لاتے اور اپنے سپرد کام مکمل کر کے گھر جاتے۔ خدمت کا یہ سلسلہ وفات سے چند ہفتے پہلے تک جاری رہا۔ اور اس میں اس وقت تعطل آیا جب دو ہفتے قبل آپ کی اہلیہ کی وفات ہو گئی۔ اہلیہ کی وفات کے بعد آپ کی صحت مزید گر گئی اور ٹھیک تین ہفتوں کے بعد آپ بھی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ بیت السبوح میں 11 اپریل 2003 کو بعد نماز جمعہ ادا کی گئی جس میں بکثرت احباب جماعت نے شرکت کی جبکہ تدفین جنوبی قبرستان فرینکفرٹ میں 15 اپریل 2003ء کو ہوئی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلص کارکن سلسلہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے ورثاء کو صبر و جمیل کے ساتھ مرحوم کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مناجات اور تبلیغِ حق

از دُرِّثمین

دوستی کا جو دم بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اَے مرے حاجت برار

اَے مرے یارِ یگانہ اَے مری جاں کی پنَہ
بس ہے تُو میرے لیے مجھ کو نہیں تُجھ بن بکار

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
مَیں نہیں پاتا کہ تُجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

اِبتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شِیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
مَیں تو نالائق بھی ہوکر پا گیا درگہ میں بار

اِس قدر مُجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تُو نے طاعُوں کو بھی بھیجا میری نُصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساری تدبیروں کا خاکہ اُڑ گیا مثلِ غبار

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آگیا ہوکر مسیح
خود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نِثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھِلا
آئی ہے بادِ صبا گُلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ مَیں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہرطرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار

اِسمَعُوا صوتَ السَّماءِ جاءَ المَسِیح جاءَ المَسِیح
نیز بِشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے، جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

اَے مکذّب کوئی اِس تکذیب کا ہے انتہا
کب تلک تو خوشائے شیطاں کو کرے گا اختیار

بقیہ:- قرآن کریم اور دورِ حاضر کے سائنسی علوم

دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی تخلیق میں تغیر کر دیں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس آیت میں ہمیں جنیٹکس کے بدنتائج سے خبردار کر رہا ہے۔ اگر انسان اس علم کو استعمال کرتے ہوئے صراط مستقیم یعنی درمیانی راستہ کو ملحوظ خاطر نہ رکھے گا اور صرف اور صرف مادی اور مالی فوائد کو ہی سامنے رکھے گا تو پھر اس علم کے بڑے سخت خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔ خاکسار نے حضور کی کتاب کے حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کی باتیں آج سچی نکل رہی ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

حضور انور نے اپنی تصنیف میں روز روشن کی طرح واضح کیا ہے کہ الہام ایک مرکزی ذریعہ علم ہے اور انسانی ترقی الہام کے بغیر ممکن نہیں۔ حضور انور کتاب کے آخر میں ملاؤں کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ خیال کہ مذہب اور عقل میں مفاہمت ممکن نہیں یا دین کی تعلیم خلاف عقل ہو سکتی ہے۔ ایک بہت بڑا ظلم ہے جو مولوی اسلام پر کر رہے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی حضور ان سائنسی مولویوں کا بھی ذکر کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا خود بخود وجود میں آگئی اور اسکا کوئی خالق نہیں۔ یہ دونوں گروہ خلاف عقل اور خلاف تجربہ بات کرتے ہیں۔ انکارویہ irrational ہے اور انکی ذات سے بنی نوع انسان بڑی گمراہی کا شکار ہو رہی ہے۔

حضور فرماتے ہیں۔ "الہام روشنی لاتا ہے جو شک کو امید میں بدل دیتی ہے۔ الہام خیالات کی شب کو یقین کے دن میں بدل دیتا ہے۔ جو کام سورج دن کے لئے کرتا ہے۔ نبوت وہ کام دین کے لئے کرتی ہے۔ ضلالت کے دور میں الہام ایسے ہوتا ہے جیسے اندھیری رات میں تارے۔ اگر نبوت ختم کر دی جائے اور الہام کا دروازہ بند کر دیا جائے تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ صرف موت ہی باقی رہ جائے گی۔

مورخہ 12 مارچ 2003ء کو عزیزم ثمر احمد ولد ریاض نوید صاحب اچانک حرکت قلب بند ہونے سے بعمر 17 سال ہمبرگ میں وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجِعُوْن۔ عزیزم اپنی جماعت میں اطفال کو پڑھانے کا اہم فریضہ ادا کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔